

اردو: ناول نگاری کی تاریخ میں یہ عہد تعلیقی اور موضوعی اشعار سے سب سے ہر اعہد کہا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کی آزادی ساتھ یہ ملک دو گزروں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ اور اس تقسیم نے سماجی، سیاسی، تہذیبی، اخلاقی، معنوی اور معاشرتی طور پر دونوں ملکوں کی عوام کو ہنفی و حسنائی سطح پر جھوٹوڑ کر کر کر دیا تھا۔ اپنے سے محجز نے کافی، تہذیب اور جاگیرداری لئے اور نہ اسے کے سبب ہونے والے فساد نے نئے مسائل پیدا کر دیے تھے، اور شاید کہ ہندوستانی تاریخ میں اس سے ہر الیہ اب تک نہ موداریں نہیں ہو تھا۔ جہاں انسانیت کی موت پچھلی تھی۔ شاہین بھی وجہ ہے کہ اس عہد میں جتنے ناول لکھنے لگے تھے کسی اور عہد میں نہیں۔ اس عہد میں ناول نگاروں کے لیے موضوعات کی کمی نہیں تھی اور نہ ادبی و نیوں میں لکھنے والوں کی تعداد میں: ناول نگار اپنے کافی جنوب اس جنگاںی دروازہ پر موضوع اور مسائل کو اپنے ناول میں سیکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ تقسیم کا الیہ اور بھرت کے قلم نے فکاروں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور انہیں اپنی رو و را فہم لکھنے پر مجبور کر دیا۔ اس عہد میں ایسے بھی ناول نگار سامنے آئے جن کا تعلق اسلامی اور شعری دنیا سے تھا۔ لہذا اس عہد میں ناول کے تعلیقی سطح پر کافی ترقی کی۔

وقار عظیم نے اپنی کتاب ”داستان سے انسان نہ کہ“ میں لکھا ہے کہ:

”تقسیم کے بعد کے زمانے میں اردو میں جتنے ناول لکھنے لگے ہیں اتنے اردو: ناول کی تاریخ کی کمی درمیں بھی نہیں لکھنے لگئے۔“

(داستان سے افسانے تک، وقار عظیم۔ ص: ۱۲۲)

جس قدر اس عہد میں اردو: ناول نے تعلیقی سطح پر کافی ترقی اسی طرح انہوں اپنے فن کو بھی کافی پختہ کر پچھلی تھی۔ یہاں تک کہ آتے اردو: ناول فی، تھیکن اور یقینی سطح پر کافی ترقی کر پچھلی تھی۔ ناول کے اسالیب میں ابتدا نے تحریرے بھی ہو رہے تھے۔ اس عہد میں قرۃ اہم حیران عبداللہ حسین، بمتاز مفتی، حیات اللہ انصاری، انتشار حسین، شوکت صدیقی جیسے پائے کے ناول نگار پیدا ہوئے جنہوں اردو: ناول کو متعدد شاہکار ناول سے ادبی سرمائی کو ملا مال کیا۔

ایسا نہیں ہے کہ اس عہد کے تازہ ترین Burning Topics نے اردو: ناول کو تجویز اور ترقی را پہنچا من کیا بلکہ اس کی ایک بڑی خاصیت تو یقینی کی اس نے زمانے اس عہد کے موضوع و مسائل کو اپنے یہاں جگہ دی ہی لیکن اس عمل میں انہوں نے ناول کے فنی قاضوں کو بھی فرموش نہیں کیا۔ درہ آج ”میرے بھی ختم خانے“، ”نمایاں بحقی“، ”مکھست“، ”مغلن جیسے ناول نہیں پڑھے

جاتے۔ سبی وچ کہ اس عہد میں آئی طرف جہان اردو: دل میں لکھنے والوں کی تعداد بڑی وچیں دوسری طرف ناول کے تقداوون نے اسے فلی میران پر ادب میں اس کی قدر ریس بھی متصین کی۔

۱۹۶۰ سے لے کر ۱۹۷۰ کے آس پاس تک جو بھی ناول لکھنے گئے ان میں صرف اس عہد کی ای ترجمائی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد موضوعات پر بھی: دل تجھیں کیے گئے شفیع، قرۃ اہمین حیر، علاوه اور بھی ناول نگار اس عہد میں موجود تھے جنہوں نے دیگر موضوعات کی طرف بھی توجہ دی۔

اس دور کے اہم ناول نگار:

قرۃ اہمین حیر، عبد اللہ حسین، انتقال حسین، حیات اللہ انصاری، خدیجہ مستور، قاضی عبد العالیٰ
بن قدسیہ، الاطاف فاطمہ شوکت صدقی، جیلانی ہاؤ، جیلہم باٹھی، قدرت اللہ شہاب، انور جاد
سید انور محمد ایڈی را لک، شفیع وغیرہ۔

اس عہد میں لکھئے گئے شاہکار ناول:

”بیرے بھی ختم نہیں“؛ ”سینیز ٹرمول“؛ ”اگ کا دریا“ (قرۃ اہمین حیر)، ”اواس نیس“،
”بائیک“؛ ”شیب“ (عبد اللہ حسین)، ”صلی پور کا ایسی“ (ستار عشقی)، ”ایوب کے پھول“؛ ”گھر زندہ“
(حیات اللہ انصاری)، ”خدا کی بھتی“ (شوکت صدقی)، ”بھتی“؛ ”چاند گھن“ (انتقال حسین)،
”آنگن“؛ ”زمیں“ (ضدیپ مستور)، ”ریچ گدھ“؛ ”شہر بیٹھاں“ (بانو قدسیہ)، ”یونگدا“،
(قدرت اللہ شہاب)، ”شبِ زیب“؛ ”دارِ اٹکو“؛ ”صلاح الدین ایوبی“ (قاضی عبد العالیٰ)
؛ ”ایوان غزل“ (جیلانی ہاؤ)، ”کامیک کا بازی“ (شفیع)۔

اس عہد کی ناول نگاری کا مجموعی قائلہ: اس عہد کے حوالے سے بلا مبالغہ بات ہے ہی وثائق
کے ساتھ کہی جاسکی ہے کہ اس عہد میں اردو: دل نے اردو ادب کے جو تجھیں سرمایہ عطا کیا ہے اس کی ظہیر واقعی کسی دوسرے عہد میں
دیکھنے کو نہیں ملتی۔ اس عہد کو اگر اردو ناول کی ارتقائی سفر کا ایام شباب کہا جائے تو مکالمت نہ ہو گا جہاں اردو ناول نے فتن اور موضوع کے
اقبال سے خود کو ادا اور ملک کم ہوتے کرچا تھا۔

۱۹۹۰ء تا دیر حاضر

اردو ناول نگاری کی جس پوکو ۱۸۶۹ء میں ڈپٹی نیزیر احمد نے لگای تھا اس کی سنبھالی کاغذ شترن پر کم چند، قرۃ اہمین کے بعد عہد

حاضر میں جاری ہے۔ موجودہ عہد کے ناول نگاروں نے اپنے دور کے سیاسی، سماجی، اقتصادی، اور & Science Technology کی ترقی اور اس سے پیدا شدہ مسائل کی بھرپور عکاسی ہے جو انہوں نے ناول کے فنی لوازمات کو بھی بلوظ کر رکھا ہے۔ اسلوب اور بیان کے تجربے بھی ہورہے ہیں لیکن ہم سے ہی حسن خوبی کے ساتھ۔

آج کے ناول نگاروں میں ایک طرف جہاں بھی ہے راہ روی، اسٹین طاقت فنی تہذیبیوں کے وجوہ اور اس کے خطرات سے بھی دافع ہے تو دوپتی تاریخی درستے اور رومانتیست سے بھی آنکھیں ٹھیک چڑھاتے ہیں اس کا نہضتی نہیں بلکہ اس صفت کا کمی پاسداری بھی بخوبی کر رہا ہے۔ فلسفہ حسین، شرف عالم ذوقی، الیاس احمد گدی، جونگر پال اس دو رجاء ضر کے نزد میں ناول نگاروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ فتاویٰ ایوبیا میں الیاس احمد گدی نے کوئی کی خان میں مزدوروں کی مسائل اور اس کے احتمال کی کتاب کشائی ہے۔ وہیں دوسری فلسفہ کے پہاڑیں نرم اور دلچسپ اسلوب میں شاہکار، ناول "ماہی" دیکھنے کو ملتی ہے۔ جس میں رومانتیست اور بھرتی ہوئی تہذیبیں بھرپور ترجیحی کی گئی ہے۔

عہد حاضر میں کیا رہا، ناول نگاروں نے آفیقی اور بین الاقوامی موضوعات کو شامل کرایا اس کی حیات اور روزائے کے مزید وسعت دی ہے، جو ناول کی طویل عمری کا اشارہ ہے۔ "پروفیسر ایش کی محیب داستان"، "وش" نی، "لے سانس بھی آہستہ" اسی نوعیت کے ناول ہیں۔ اس عہد میں علماتی ناول بھی اچھی خاصی تعداد میں لکھی جا رہی ہیں۔

عہد حاضر کے مشہور ناول نگار:

فلسفہ حسین، شرف عالم ذوقی، سلام بن رذاق، پیغام آفیقی، حامد راجح، اقبال مجید، سید محمد اشرف، کوثر مظہری، عبدالصمد، غیاث چمگدی، الیاس احمد گدی، شمسکن احمد، گینان شکھ شاطر وغیرہ۔

عہد حاضر کے شاہکار ناول:

"ماہی"؛ "وش" نی، "دویہ بی"؛ "فسوں" (فلسفہ حسین)، "لے سانس بھی آہستہ"؛ "پیان"؛ "پروفیسر ایش کی محیب داستان" (شرف عالم ذوقی)، "مکان"؛ "پیغام آفیقی"؛ "تک"؛ "کسی دن" (اقبال مجید)، "دوزگر میں" (مہاتما)؛ "وہک" (عبدالصمد)، "فاتا زیریبا" (الیاس احمد)

حاصلِ مطالعہ

لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ اردو ادب میں ناول محتوی انتہا سے "اہم" کسی "کی" حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے لہذا میں اے عہد حاضر تک ہماری زندگی اور سماج کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ انہوں نے ایک طرف جہاں سیاسی، اخلاقی، سیلی اور غمی تہذیبی مظہر کی تصویر کشی کی ہے تو دوسری طرف اپنے فنی جوہر کو بھی بلوظ کر رکھا ہے۔ یہ اصلاح معاشرہ کا ذریعہ بھی ہے اور ترقی پسند تحریک کی تقدیمیت اور عام

طبیتے کی آواز بھی۔ انہوں نے تقسیم ہند کے الیہ کو بھی اندر جنہب کیا تو مہاجرین کی دلختنی رکوں پر انگلی رکھ راس کی کرنا کہ داستان بھی سنائی، اور آج بھی یہ چدیدہ اور سامنی عہد میں ہر سطح پر ہو رہے تغیرات کا ترجمان ہیں رہی ہے۔

اس مختصر سے مطلعے کی روشنی میں ہم کہ سکتے ہیں کہ نبی احمد نے "مراہ عروس" کے ذریعہ نو ول نگاری جو کبھی بنیاد ڈالی تھی اسے شر کے "فردویں" بریں، ہر شمار کے "نسان آزاد" اور ڈپٹی نبی احمد کے ہی "لبن الوقت" اور "لو می" نادل نے پہلے اس کی بخوبی دکو پختہ اور مظبوطہ ہا یہ۔ پھر بعد میں مرزبا دی رسول نے "امرا مجان آدا" لکھ کر اسے فی سطح پر کامیابی عطا کی۔ جب نو ول یہاں تک کا سفر طے کر چکی تو راشد الخیری نے اس میں عورتوں کے چذہات اور مسائل کو شامل کر دیا۔ پھر اس کے بعد پریم چند اسے گاؤں کی سیر گرانی اور ٹھیکی سطح پر اس کی زبان آسان ہائی اور نو ول کو ہر عام و خاص طبقے تک پہنچا دیا۔ اس کے ترقی پسند نے تحریک نے اسے مقبولیت کی افق پر لا کھڑا کیا۔ اس کے بعد سے لے کر آج تک اردو نادل نے جس تیز رفتاری کے ساتھ ارتقائی منزل طے کی ہے وہ اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔

اور دو رہاضر میں بھی یہ اپنے عہدوں کے تھا ہے اور مسائل سے جس قدر ہم آہنگ ہے اس ہا پر یہ کہنا مبالغہ نہیں ہو گا کہ وقت کی قلت اور زمانے کی تیز رفتاری کے باوجود اس کا مستقبل روشن ہے۔